عرس اور میلے۔ اسلام کی کسوٹی پر

☆ ☆ ☆ فاروق الرحمن یزدانی مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد ☆ ☆..... ☆.....

احمده واصلی علی رسوله الکریم. اما بعد.

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمن الرحیم

اتبنون بکل ریع ایة تعبثون. (الشعراء آیت نمبر128،پ19)

''کیاتم ہراونچی جگہ پرایک یادگار بناتے ہو؟اس حال میں کہ لاحاصل کام کرتے ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد وہدایت کے لیے وحی نازل فرمائی اوراس کا نام اسلام رکھا چونکہ اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق تھااس لیےاس کی اتباع اور پیروی کا حکم ارشادفرمایا۔**اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ماتذکرون** (الاعراف آیت نمبر3پ8) ''اس کی پیروی کروجوتمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیااوراس کے سوااوردوستوں کی پیروی نہ کرو۔بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو''۔

چونکہ اس وحی میں جوقرآن مجیداور حدیث نبوی شریف کی صورت میں نازل کی گئی اور جس کا نام اسلام رکھاو**رضیت لکم الاسلام دینا** اس میں انسان کیلئے مکمل رہنمائی موجودتھی کوئی ایسامسئلہ جس کی انسان کوزندگی میں ضرورت ہووہ قرآن مجیداور حدیث شریف میں موجود ہے اسی لیے تو ارشادفرما دیا۔**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (المائدہ آیت نمبر3پ6)''آج میں نے تمہارے لیے تمہارادین کامل کردیااورتم پراپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کودین کی حیثیت سے پسند کرلیا''اور پھر ھادی کائنات سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ **فداہ ابی وامی وولدی وجسدی وروحی وکل شئی عندی** نے بھی ارشادفرمایا**قدترکتکم علی البضیاء لیلها کنهارها لایزیغ عنها بعدی الاهالک** (ابن ماجہ ص5)''بےشک میں تمہیں ایسی روشن شریعت پرچھوڑ چلاہوں جس کی رات بھی دن کی طرح ہے میرے بعداس سے جوبھی پھرے گاوہ ہلاک ہوگا''۔ان دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صرف اورصرف دین اسلام اورشریعت محمدیہ

ہی انسان کی رہنمائی کر سکتی ہے اور اس کی اتباع و پیروی ہی لازمی وضروری ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر انسان ہدایت اور راہ راست پر قائم نہیں رہ سکتا۔ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله** ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک تم ان دونوں پر مضبوطی سے عمل کرو گے گمراہ نہیں ہونگے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت (موطا امام مالک)

رسول اللہ ﷺ کی اس صراحت ووضاحت کے بعد جو شخص بھی قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ اپنائے گا یا عمل کریگا وہ گمراہ ہی ہوگا قطعاً ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے عقائد اور اعمال کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھے اگر ان کی دلیل کتاب وسنت سے مل جائے اپنا لے ورنہ اس سے اجتناب برتے اور توبہ کرے۔

انہی اعمال میں سے عوام میں رواج پا جانے والا ایک اہم اور معروف مسئلہ ہے ''عرس اور میلے''۔ عوام الناس تو اس کو میلے کے نام سے ہی جانتے اور پکارتے تھے لیکن کچھ مذہبی بہروپیوں نے اس کو شریعت کا لبادہ اوڑھنے کی مذموم کوشش کی اور اس کا نام عرس رکھ لیا اور اس کو بزرگوں سے عقیدت اور اولیاء اللہ کے ادب واحترام کا نام دے دیا بلکہ معیار بنا لیا۔ **اعاذنا الله منه**

ذیل کی سطور میں ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ان عرس اور میلوں کی شریعت محمدیہ اور دین اسلام میں کیا حیثیت ہے تاکہ ہم سب ہی اپنی اپنی اصلاح کریں کہیں غلط فہمی میں شریعت کی مخالفت ہی نہ کرتے رہیں۔

برادران اسلام! عرس یا میلے کے انعقاد کے لیے تین چیزیں لازمی اور ضروری ہیں۔

1- قبر یا کوئی یادگار اور مخصوص جگہ جہاں پر میلہ منعقد کیا جائے۔

2- اس قبر یا یادگار کی طرف سفر کرنا

3- اس قبر یا یادگار پر پہنچ کر کچھ مخصوص اعمال کرنا

ان تینوں امور کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کی جائیگی۔ **ان شاء الله العزيز** تاکہ کسی قسم کی کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔ **وبالله التوفيق.**

اسلام میں قبر کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان کی تاریخ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ثم اماته فاقبره (عبس آیت نمبر 21، پ30) ''پھر اسے موت دی اور پھر اسے قبر میں رکھوایا''۔

اور پھر جب زمین پر سب سے پہلے انسان ہابیل کو قتل کیا گیا تو اس کے دفن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیج کر قبر کھدوائی اور قابیل جو کہ اپنے بھائی کا قاتل بھی تھا کو سمجھایا گیا کہ اس طرح وہ اپنے بھائی کی لاش کو دفن کردے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ **فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوءة اخیه قال یویلتیٰ اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب فاواری سوءة اخی فاصبح من الندمین.** (المائدہ نمبر آیت 61، پ6) ''پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کھودتا تھا تا کہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے، کہنے لگا ہائے میری بربادی! کیا میں اس سے بھی رہ گیا ہوں کہ اس کوے جیسا ہو جاؤں تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دوں' سو وہ پشیمان ہونے والوں میں سے ہو گیا''۔

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ انسان کو دفن کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قبر کی صورت میں ایک بہترین انتظام فرمایا ہے اور اسی میں انسان کی عزت و اکرام ہے ورنہ یہ بھی جانوروں کی طرح مرنے کے بعد اگر زمین پر پڑا رہتا تو اس کا جسم بدبودار ہو جاتا۔ پرندے اور درندے وغیرہ اس کو کھاتے تو اس میں انسان کی بے حرمتی تھی۔ مگر افسوس کہ انسان نے اسی قبر پر اپنی پیشانی کو جھکا کر اپنی عزت و توقیر خود ہی گھٹالی ہے۔ **انالله و انا الیه راجعون.**

اسلام نے قبر کے متعلق واضح ہدایات فرمائی ہیں پہلے اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے پھر ہم عرس اور میلے کرنے والوں کے طرز عمل کا جائزہ لیں گے۔ ان شاء اللہ

1- **قبر کو بلند نہ کرنا**: شریعت اسلام میں ہدایت اور حکم یہ ہے کہ قبر کو اونچا اور بلند نہ کیا جائے حضرت ثمامہ بن شفی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں **کنا مع فضالة بن عبید بارض الروم بُرودس فتوفی صاحب لنا فامر فضالة بقبره فسوی ثم قال سمت رسول الله ﷺ یامر بتسویتها** (مسلم ص 312/1، کتاب الجنائز، باب تسویۃ القبور اذا رفعت) ''ہم حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ روم کے علاقے میں رودس مقام پر تھے تو ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا (جب اس کو دفن کیا گیا) تو حضرت فضالہ نے حکم فرمایا کہ اس کی قبر کو برابر کر دیا جائے، پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ قبر کو برابر کرنے کا حکم فرماتے تھے''۔

اسی طرح ایک دوسری روایت ہے، حضرت ابوالھیاج الاسدی کہتے ہیں **قال لی علی الا**

ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول الله ﷺان لاتدع تمثا لا الاطمسته ولا قبرا مشرفا الاسویته (ایضاً) ''مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کوئی تصویر نہ چھوڑنا مگر اس کو مٹا دینا اور کوئی قبر بلند اونچی نہ چھوڑنا مگر اس کو برابر کر دینا''۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قبر کو زمین سے زیادہ اونچا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تسویہ کا معنی یہی ہے۔

2- **قبر کو پختہ کرنا**: قبر کے متعلق اسلام کا دوسرا حکم یہ ہے کہ اس کو پختہ نہ کیا جائے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نهی رسول الله ﷺان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنیٰ علیه (مسلم ص312/1،نسائی ص231/1، کتاب الجنائز) اس کا ترجمہ بھی بریلوی مکتبہ فکر کے مترجم و مصنف مولانا غلام رسول سعیدی کے قلم سے پڑھیے۔''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے'' (شرح صحیح مسلم ص776/1)
پھر حضرت امام ابوحنیفہ سے بھی مروی ہے وہ حماد سے اور وہ ابراہیم نخعی سے بیان کرتے ہیں انه کان یکره ان یجعل علی القبر علامة وان یضع علی اللحد آجر وان یجصص القبر (کتاب الاثار ص84، باب فی غسل المیت وکفنہ) ''کہ قبر پر کوئی علامت (نشان) رکھنا، لحد پر پکی اینٹ لگانا اور قبر کو پختہ کرنا ناپسند کرتے تھے''۔

امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد بھی فرماتے ہیں ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه ونکرہ ان یجصص او بطین اویجعل عنده مسجد اوعلم اویکتب علیه (کتاب الاثار حاشیہ ص84) اور ہم خیال نہیں کرتے یعنی جائز نہیں سمجھتے کہ اس کی مٹی سے زیادہ مٹی ڈال جائے اور ہم انکار کرتے ہیں یعنی اجازت نہیں دیتے کہ قبر کو پختہ کیا جائے اگرچہ مٹی کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو یا اس کے پاس مسجد بنائی جائے یا اس پر کوئی نشانی رکھی جائے یا اس پر لکھا جائے۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب کنز الدقائق کی شرح البحر الرائق میں ہے ویکره ان یزاد علی التراب الذی اخرج من القبر لان الزیادة علیه بمنزلة البناء (البحر الرائق ص194/2، کتاب الجنائز، نیز در مختار ص661/1 پر بھی یہ بات موجود ہے) ''اور ناپسند ہے کہ قبر کی مٹی سے زائد مٹی استعمال

کی جائے کیونکہ یہ بھی بناء(عمارت)کے حکم میں ہے،(مفہوماً)"۔

مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قبر کو پختہ بنانا جائز اور درست نہیں۔اس لیے قبر کو پختہ کرنا اس پر عمارت یا گنبد وغیرہ تعمیر کرنا درست نہیں بلکہ شریعت اسلام میں قبر کچی بنانے کا ہی حکم ہے۔

3- **قبر پر چراغاں کرنا**: جس طرح قبر کو پختہ کرنا منع ہے اس طرح اس پر چراغاں کرنا، دیے یا اگربتی وغیرہ جلانا بھی منع ہے۔سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں **لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج** (ابوداؤد ص 105/2 سنن نسائی ص 233/1، کتاب الجنائز)"رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر اور دیے(چراغ)جلانے والوں پر"۔

نوٹ: رسول اللہ ﷺ نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا بعد میں آپ ﷺ نے اجازت فرمادی اس لیے یہ حکم تو منسوخ ہے البتہ باقی دونوں حکم باقی ہیں۔

قبروں پر مسجدیں بنانے سے مراد یہ ہے کہ قبروں پر وہ کام کرنا جو مسجدوں میں کیے جاتے ہیں مثلاً قبر پر نماز پڑھنا،قرآن مجید کی تلاوت کرنا وغیرہ یہ عمل قبرستان میں کرنا منع ہیں۔

اس طرح قبر پر چراغاں کرنا بھی منع ہے۔فقہ حنفی کی معتبر اور مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے **وايقاد النار على القبور فمن رسوم الجاهلية** (عالمگیری ص 167/1)"قبروں پر آگ جلانا زمانہ جاہلت کی رسموں میں سے ایک رسم ہے"۔اس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر دیے وغیرہ روشن کرنا فقہ حنفی میں بھی جائز نہیں۔لہٰذا یہاں ان حنفی بھائیوں کو غور کرنا چاہیے جو بڑے فخر سے درباروں' مزاروں پر چراغاں کرتے ہیں کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی لعنت سے نہیں بچنا چاہتے تو کم از کم اپنے حنفی ہونے کی ہی لاج رکھیں۔

4- **قبر پر چادر وغیرہ چڑھانا**: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا اپنا ایک مفصل واقعہ بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ایک چادر' کپڑا دیوار پر لٹکایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا اور اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ان الله لم يامرنا فيما رزقنا ان نكسوا الحجارة واللبن** (ابوداؤد ص 219/2، کتاب اللباس مسلم ص 200/2)"بے شک اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں رزق عطا فرمایا ہے اس کے متعلق ہم کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ ہم اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہنائیں"

قارئین! یہ حدیث کس قدر واضح ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پتھروں وغیرہ پر کپڑے ڈالنے سے منع فرمایا ہے اب جو قبروں اور مزاروں پر چادریں ڈالی جاتی ہیں اور غلاف چڑھائے جاتے ہیں یہ حدیث رسول ﷺ کی واضح طور پر مخالفت ہے اور فضول خرچی بھی کہ قبر والے آدمی کو تو اس چادر وغیرہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے، آمین

5- **زیارت کے لیے جانا:** کسی بھی قبر٬ مزار یا یادگار پر اہتمام کے ساتھ اس نیت کے ساتھ جانا کہ وہاں نیکی کرنے کا زیادہ اجر وثواب ہے جائز نہیں یہ مقام ومرتبہ اور فضیلت اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ٬ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو نصیب فرمائی ہے اور کسی جگہ کو نہیں۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **لاتشد الرحال الا الیٰ ثلاثة مساجد مسجدی هذا ومسجد الحرام ومسجد الاقصیٰ** (صحیح مسلم ص 447/1، باب فضل المساجد الثلاثۃ) ''تین مسجدوں کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) ایک میری مسجد دوسری مسجد حرام اور تیسری مسجد اقصیٰ''

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں طور پر گیا تو وہاں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے تو ہم دونوں وہاں ایک دن ٹھہرے۔ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سناتا تھا اور وہ مجھے توراۃ سے مسائل بیان کرتے تھے (مزید کچھ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔) **فخرجت فلقیت بصرة بن ابی بصرة الغفاری فقال من این جئت قلت من الطور قال لولقیتک من قبل ان تاتیه لم تاته قلت له ولم قال انی سمعت رسول الله ﷺ یقول لاتعمل المطی الا الی ثلاثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی ومسجد بیت المقدس** (نسائی ص 168/1، کتاب الجمعۃ) ''میں واپس آیا تو بصرہ بن ابو بصرہ الغفاری سے ملا، انہوں نے کہا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں تو میں نے بتایا کہ طور سے، تو فرمانے لگے اگر آپ کے وہاں جانے سے پہلے میری آپ سے ملاقات ہو جاتی تو آپ وہاں نہ جاتے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیوں؟ کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے سواریوں کو کام میں نہ لایا جائے (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد حرام، دوسری میری مسجد (مسجد نبوی شریف)، تیسری مسجد بیت المقدس''

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مذکورہ تین مقامات کے علاوہ کسی جگہ پر بھی برکت یا زیادہ اجروثواب کی نیت سے اہتمام کر کے سفر کرنا منع ہے۔ یہی حکم درباروں' مزاروں پر جانے کا ہے۔

بریلوی مکتبہ فکر کے بانی مولانا احمد رضا بریلوی سے سوال کیا گیا ''کیا عورتوں کا قبرستان جانا ناجائز ہے؟'' توانہوں نے جواب دیا ایسی بات میں جائز وناجائز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی۔ خبردار! جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اوراس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اُسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص 167 مطبوعہ بریلی)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے سوال کیا گیا ''بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں وہاں بیٹھتی ہیں تو اس قبر میں انکا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں'' تو مولانا جواب دیتے ہیں۔ **الجواب** ''عورتوں کو مزارات اولیاء اور مقابر پر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے'' (احکام شریعت ص 90/1، مسئلہ نمبر 27)

قارئین ذی وقار! اب آپ خود فیصلہ کریں کہ میلے' عرس کے موقع پر لوگ کتنا لمبا سفر کر کے اور مشقت اٹھا کر دربار پر پہنچتے ہیں اور ان میں اکثریت عورتوں کی ہوتی ہے جبکہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرمارہے ہیں کہ ایسی عورتوں پر لعنت ہوتی ہے تو کیا اب بھی کوئی شبہ رہ گیا ہے کہ عرس اور میلے کا تصور اسلام میں ہے ہی نہیں۔ یہ صرف اور صرف دنیادار پیروں اور مولویوں نے کھانے پینے کے لیے قوم کو گمراہ کررکھا ہے۔

یاایہا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ...... الایۃ (التوبہ آیت نمبر 34، پ 10) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سارے عالم اور درویش لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں...... الاخر''

6- مزارات پر نذریں ماننا اور چڑھاوے چڑھانا:

عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کیونکہ وہ خالق ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون. (البقرہ آیت نمبر 21، پ 1) ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم بچ جاؤ''

پھر عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ 1- قولی، 2- بدنی، 3- مالی

1- **قولی عبادت:** مانگنا، ذکر کرنا، وظیفے وغیرہ پڑھنا

2- **بدنی عبادت:** قیام کرنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا وغیرہ

3- **مالی عبادت:** مال و دولت کو خرچ کرنا، صدقہ و خیرات دینا، نذر و نیاز دینا

اور یہ تینوں عبادتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ ''التحیات للہ والصلوٰت والطیبات'' اگر ان میں سے کوئی کام بھی غیر اللہ کے لیے کیا جائے گا تو وہ شرک ہو جائے گا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی، ولی، بزرگ، پیر یا مولوی اور درویش سے دعائیں کرنا اور ان کے نام کے وظیفے پڑھنا شرک ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے سامنے تعظیماً کھڑے ہونا۔ رکوع اور سجدہ وغیرہ کرنا شرک ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی مخلوق کے نام نذر ماننا یا نیاز دینا اور چڑھاوے چڑھانا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ مشرکین کا کردار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام فقالو ھذا للہ بزعمھم وھذا لشر کائنا فما کان لشر کائھم فلایصل الی اللہ وما کان للہ فھو یصل الیٰ شرکائھم سآء مایحکمون (الانعام آیت نمبر 137، پ 8) ''اور انہوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں ایک حصہ مقرر کیا جو اس نے کھیتی چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں پھر انہوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے پھر جو ان کے شرکاء کا حصہ ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا حصہ ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں''۔

جس طرح مشرکین عرب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں وہ لوگ اپنے معبودان باطلہ (غیر اللہ) کے لیے حصے مقرر کرتے تھے تو یہ شرک ہے، اسی طرح آج بھی کوئی شخص کسی دربار یا قبر پر جا کر کھانا تقسیم کرے یا جانور ذبح کرے یا پانی کی سبیل وغیرہ لگائے یا لنگر کے

نام پر کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرے تو یہ بھی شرک فی العبادت کے زمرے میں آئے گا۔اس لیے اس فعل شنیع کو فقہ حنفی میں بھی باطل کہا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ زین الدین حنفی جنہیں ابوحنیفہ ثانی بھی کہا جاتا ہے لکھتے ہیں واما والذی ینذره اکثر العوام علی ماهو مشاهد کان یکون لانسان غائب اور مریض اوله حاجة ضروریة فیاتی بعض الصلحاء فیجعل ستره علی راسه فیقول یاسیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذهب کذا اومن الفضة کذا اومن الطعام کذا اومن الماء کذا اومن الشمع کذا اومن الزیت کذا فهذا النذر باطل بالاجماع لوجوه منها انه نذر مخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون للمخلوق (البحر الرائق ص298/2) طویل عبارت کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں ''اور لیکن وہ نذر جو اکثر عوام نذر مانتے ہیں جس کا مشاہدہ ہوتا ہے وہ کسی غائب یا مریض کی خاطر ہوتی ہے کہ گمشدہ واپس آ جائے یا بیمار تندرست ہو جائے یا اس آدمی کی اپنی کوئی شدید ضرورت ہوتی ہے تو وہ کسی نیک آدمی کے پاس آتا ہے اور اس کے پردے (چادر، رومال وغیرہ) کو اپنے سر پر رکھ کر کہتا ہے کہ اے میرے فلاں سردار (بزرگ) اگر میرا گمشدہ آدمی (یا کوئی بھی چیز جو اس کی گم ہوئی ہے) واپس آ گیا یا میرا مریض تندرست ہو گیا یا میری فلاں ضرورت پوری ہو گئی تو تیرے لیے اتنی مقدار میں سونا' چاندی' غلہ' پانی شمع یا تیل میں سے ہوگا تو یہ نذر بالاجماع باطل ہے اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نذر مخلوق کے لیے ہے اور مخلوق کے لیے نذر ماننا جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہو سکتی''۔

برادران اسلام! فقہ حنفی کی اس عبارت کو بار بار اور بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ قبروں' مزاروں اور درباروں پر چڑھاوے چڑھانا کس قدر قبیح عمل ہے کہ فقہ حنفی میں بھی اس کو باطل کہا گیا ہے

آیئے اسی فعل کی قباحت اور جرم کی نوعیت کے متعلق جاننے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک پڑھیں سیدنا حضرت طارق بن شھاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دخل الجنة رجل فی ذباب ودخل النار رجل فی ذباب قالوا وکیف ذالک یارسول الله قال مر رجلان علی قوم لهم صنم لایجوزه احد حتی یقرب له شیاً فقالوا لاحدهما قرب قال لیس عندی شئی اقرب قالوا له قرب ولو ذبابا فخلوا سبیله فدخل النار وقالوا الاخر قرب فقال ماکنت لاقرب لا حد شیئا دون الله عزوجل فضربوا عنقه

فدخل الجنة (کتاب الذھد ص16-15، امام احمد بن حنبل) "ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں چلا گیا اور ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے ہی جہنم میں چلا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جس کا ایک بت تھا وہ کسی کو وہاں سے چڑھاوا چڑھائے بغیر گزرنے کی اجازت نہ دیتے تھے، ان لوگوں نے ان میں سے ایک سے کہا چڑھاوا چڑھاؤ اس نے کہا میرے پاس چڑھاوے کے لیے کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہوگا خواہ ایک مکھی ہی چڑھادو۔ اس نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھادیا۔ ان لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور اسے جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اس مکھی کے سبب جہنم میں جا پہنچا۔ انہوں نے دوسرے آدمی سے کہا تم بھی کوئی چڑھاوا چڑھاؤ، تو اس نے کہا: میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے واسطے کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ انہوں نے اسے قتل کردیا وہ سیدھا جنت میں جا پہنچا"۔

قارئین! ذرا غور فرمائیں کہ اگر ایک حقیری سی چیز مکھی بھی کسی قبر، دربار پر بطور نذر و نیاز چڑھاوا چڑھادی جائے تو وہ انسان کے جہنم میں جانے کا باعث ہے تو جو لوگ درباروں اور مزاروں پر بکرے، دیگیں، انواع و اقسام کے کھانے، پھل، ڈرائی فروٹ وغیرہ اور بڑی بڑی چادریں یا بھاری رقوم کے نذرانے پیش کرتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں ان کا یہ عمل کیونکر شریعت محمدیہ کے مطابق ہوسکتا ہے اس لیے ہم سب اپنی اپنی اصلاح کریں اور شرک و بدعت کے کاموں سے اجتناب کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل فرمائے، (آمین)

7- **قبر پر سجدہ کرنا:** مزاروں پر کیے جانے والے افعال (جن میں سے چند کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں ہوا ہے) میں سے سب سے قبیح فعل اور شنیع عمل ہے قبر پر سجدہ کرنا، اس پر جھکنا۔ جبکہ شریعت محمدیہ میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ام المومنین صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ اپنا کپڑا کبھی چہرے پر کرلیتے اور کبھی آپ ﷺ اس کو ہٹالیتے اور چہرہ ننگا کرلیتے آپ ﷺ اسی حالت میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ لعنة الله على اليهود والنصارىٰ اتخذوا قبور انبيائهم مساجد (بخاری ص 491/1، کتاب الانبیاء) "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو عیسائیوں اور یہودیوں پر انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"۔ اسی طرح حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پانچ دن قبل سنا آپ ﷺ فرماتے تھے۔
انی ابراء الی اللہ ان یکون لی منکم خلیل فان اللہ قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا ولو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الاوان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیا ئھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھا کم عن ذالک (مسلم ص 201/1، کتاب المساجد) ''میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات سے برات اور لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو۔ کیونکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنالیا ہے جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا اور اگر مجھے اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔ خبردار تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالینا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں''۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کیا کرتے تھے کہ اللھم لاتجعل قبری وثنا یعبد (موطاامام مالک ص 111/1، کتاب الصلوٰۃ) ''اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کو لوگ پوجنا شروع کردیں'' اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے خبردی اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد (ایضاً) ''ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب اور قہر نازل ہوا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا آپ ﷺ نے نہ صرف کہ قبر پر سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی اور اپنی قبر کو اس قبیح فعل سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی بلکہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت بھی یہی کی تھی اور ان کا عقیدہ یہ بنا دیا تھا کہ کسی بھی قبر کو سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ وہ قبر محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمر زبان لھم فقلت رسول اللہ ﷺ احق ان یسجدلہ قال فاتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمر زبان لھم فانت یارسول اللہ احق ان تسجد لک قال ارایت لومررت بقبری اکنت تسجدلہ قال قلت لا قال فلا تفعلوا لو کنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق (ابوداؤد ص 298/1، کتاب النکاح، باب فی حق الزوج علی المراۃ) ''میں حیرہ شہر گیا تو میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو

میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔ کہتے ہیں (کہ جب میں واپس آیا) تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حیرہ شہر گیا تھا تو میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ آپ تو زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا خیال ہے؟ اگر تو میری قبر کے پاس سے گزرے تو اس کو بھی سجدہ کرے گا۔ (حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ نہیں! (آپ کی قبر کو سجدہ نہیں کرونگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم ایسا نہ کرو (یعنی مجھے زندہ کو سجدہ نہ کرو) اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں اس وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کا عورتوں پر حق رکھا ہے۔

برادران اسلام! غور فرمائیں صحابی رسول رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کو کہہ رہا ہے کہ میں آپکی قبر کو بھی سجدہ نہیں کرونگا۔ انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ حضور ﷺ جیسے آپ حکم کرتے ہیں بلکہ کہہ رہے ہیں کہ میں سجدہ نہیں کرونگا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ بنایا ہوا تھا کہ کسی بھی قبر کو سجدہ نہیں ہو سکتا۔

حضرات! قابل غور بات یہ ہے کہ اگر حضرت محمد رسول ﷺ کی قبر مبارک کو سجدہ نہیں ہو سکتا تو روئے زمین پر اور کس کی قبر ہے جس کو سجدہ کیا جا سکے؟ نہیں نہیں۔ کوئی نہیں۔ اسی لیے تو پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا۔ **واذا زار قبرا لایضع یدہ علیہ ولا یقبلہ فانہ عادۃ الیھود** (غنیۃ الطالبین) ''اور جب وہ آدمی قبر کی زیارت کرے تو اپنا ہاتھ قبر پر نہ رکھے (لگائے) اور نہ ہی اس کو بوسہ دے۔ بے شک یہ یہودیوں کی عادت اور طریقہ ہے''۔

حتیٰ کہ بریلوی مذہب کے بانی مولوی احمد رضا خان نے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے متعلق بھی یہ تحریر فرمایا ہے ''خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو، کیونکہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ''۔ (انوار البشارت فی مسائل الحج والزیارت ص 29، مطبوعہ کراچی) روضہ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت ہے۔ (ایضاً ص 47)

حضرات گرامی! ذرا غور فرمائیں کہ قبر پر سجدہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا

ہے بلکہ ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔ مولوی احمد رضا خان نے بھی رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کو سجدہ کرنا خلاف ادب و تعظیم قرار دیا ہے۔ بلکہ بریلوی مکتبہ فکر کی ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں۔ ان پڑھ لوگوں کو اولیاء اللہ کی نذریں مانتا دیکھ کر، ان کے مزارات مقدسہ کا طواف اور سجدہ کرتے دیکھ کر اور مزارات کی تعظیم میں رکوع کی حد تک ان پڑھ لوگوں کو جھکتے ہوئے دیکھ کر مجھے ایک بڑے عرصہ سے رنج اور قلق رہتا ہے۔ (شرح مسلم ص 544/5)

اعتراض: بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جو کچھ بھی مزارات پر قبر کی تعظیم کیلئے کیا جاتا ہے یہ سجدہ کے حکم میں نہیں کیونکہ اس میں تسبیحات نہیں ہوتیں۔

جواب: یہ اعتراض یا عذر لغو، فضول اور بے فائدہ ہے۔ کیونکہ احناف حضرات کے ہاں تو سجدہ صرف اور صرف جھکنے کا نام ہے تسبیحات کی تو بات ہی نہیں۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں لکھا ہے **والسجود هو الانخفاض لغة** (ہدایہ ص 107/1، کتاب الصلوٰۃ) ''اور سجدہ لغوی لحاظ سے زمین کی طرف جھکنا ہے'' اس لیے احناف حضرات تو یہ عذر کر ہی نہیں سکتے کہ چونکہ اس میں تسبیحات نہیں ہوتیں لہٰذا یہ سجدہ نہیں اور پھر مندرجہ بالا سطور میں مولوی احمد رضا خان نے جس سجدہ سے منع فرمایا ہے وہ تسبیحات والا نہیں ہے ورنہ وہ ساتھ ہی رکوع تک جھکنے کا مسئلہ بیان نہ کرتے نیز مولانا غلام رسول سعیدی صاحب کو قبروں پر سجدہ کرتے اور رکوع تک لوگوں کو جھکتے ہوئے دیکھ کر رنج اور قلق نہ ہوتا۔

برادران اسلام! اس ساری بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ عرس اور میلے کے نام پر جو خرافات کی جاتی ہیں یا جو میلے کے متعلقات ہیں ان میں کسی ایک چیز اور عمل کا تعلق بھی اسلام اور شریعت محمدیہ سے نہیں۔ مثلاً پکی قبر یا یادگار (دربار وغیرہ کی شکل میں) تعمیر کرنا، قبر پر غلاف اور چادریں چڑھانا اور چراغاں کرنا، نذر و نیاز دینا اور زیارت کے لیے سفر کر کے جانا، قبر پر سجدہ کرنا، تعظیم کے لیے جھکنا یا کوئی بھی ایسا کام کرنا جو مسجد میں کرنا چاہیے جیسا کہ نماز پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا وغیرہ، قبر کا طواف کرنا یا بوسہ وغیرہ دینا یہ سب کام شریعت اسلام کے منافی ہیں اور ان کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، (آمین ثم آمین) **اللھم من احییته منا فاحیه علی الاسلام و من توفیته منا فتوفه علی الایمان**